77243 - صحيح سنت نبويہ اللہ كى جانب سے وحى ہے

سوال

پہلے تو ميں اس طرح كا سوال كرنے ميں معذرت چاہتا ہوں، ليكن اپنى نيت ميں شك كى مجال نہ چھوڑنے كے ليے ميں يہ كہتا ہوں: ميں گواہى ديتا ہوں كہ اللہ تعالى كے علاوہ كوئى معبود برحق نہيں، اور محمد صلى اللہ عليہ وسلم اللہ كے رسول ہيں، اور ميں مكمل طور پر راضى ہوں كہ اللہ تعالى ميرا رب ہے اور اسلام دين ہے، اور محمد صلى اللہ عليہ وسلم رسول ہيں.
ميں سنت يعنى حديث كے متعلق دريافت كرنا چاہتا ہوں كيونكہ ايك ہى حديث كى كئى ايك روايات پائى جاتى ہيں مثلا صحيح بخارى ميں ہم ايك حديث پاتے ہيں جو اسلوب ميں مسلم كى روايت مختلف ہے، لہذا سنت نبويہ قرآن عظيم كى طرح كيوں نہيں ؟
اور سنت مطہرہ اور قرآن عظيم ميں كيا فرق ہے، آيا سنت نبويہ شريف وحى ميں شامل ہوتى ہے جو رسول صلى اللہ عليہ وسلم پر نازل ہوتى تھى، يا كہ يہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے اقوال اور افعال ميں سے ؟ اور كيا يہ خصائص نبوت ميں سے ہے يا كيا ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہر مسلمان كے دل اور عقل ميں يہ بات بيٹھ جانى چاہيے كہ سنت - وہ جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے افعال يا اقوال يا تقرير كى طرف منسوب كى جائے - وحى الہى كى دو قسموں ميں سے ايك قسم ہے جو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم پر نازل كى گئى، اور وحى كى دوسرى قسم قرآن كريم ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور وہ (نبى) اپنى خواہش سے كوئى بات نہيں كہتے وہ تو صرف وحى ہے جو اتارى جاتى ہے النجم (3 - 4).

مقدام بن معديكرب رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" خبردار مجھے كتاب اور اس كے ساتھ اس كى مثل دى گئى ہے، خبردار قريب ہے كہ ايك پيٹ بھر كر كھانا كھايا ہوا

شخص اپنے پلنگ پر بیٹھ کر یہ کہنے لگے: تم اس قرآن مجید کو لازم پکڑو، اس میں تم جو حلال پاؤ اسے حلال جانو، اور اس میں جو تمہیں حرام ملے اسے حرام جانو.

خبردار جو رسول اللہ نے حرام کیا ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ نے حرام کیا ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2664) ترمذی نے اسے غریب من ھذا الوجہ کہا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے " السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (2870) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

ہمارے دین حنیف سے سلف صالحین رحمہ اللہ تو یہی سمجھے تھے.

حسان بن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جبریل علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سنت لے کر نازل ہوا کرتے تھے جس طرح ان پر قرآن لے کر نازل ہوتے "

دیکھیں: الکفایۃ للخطیب (12) اسے دارمی نے سنن دارمی (588) اور خطیب نے الکفایۃ (12) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (13 / 291) میں بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

سنت کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ سنت نبویہ کتاب اللہ کا بیان اور اس کی شرح کرنے والی ہے، اور پھر جو احکام کتاب اللہ میں ہیں ان سے کچھ احکام زیادہ بھی کرتی ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (کتاب) نازل کیا ہے تا کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں النحل (44).

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس کا بیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دو قسموں میں ہے:

پہلی قسم:

کتاب اللہ میں جو مجمل ہے اس کا بیان مثلا نماز پنجگانہ اور اس کے اوقات، اور نماز کے سجود و رکوع اور باقی سارے احکام.

دوسرى قسم:

كتاب اللہ ميں موجود حكم سے زيادہ حكم، مثلا پھوپھى كى اور خالہ كى موجودگى ميں اس كى بھتيجى اور بھانجى سے نكاح كرنا يعنى دونوں كو ايك ہى نكاح ميں جمع كرنا حرام ہے " انتہى

ديكھيں: جامع بيان العلم و فضلہ (2 / 190).

دوم:

جب سنت نبويہ وحى كى اقسام ميں دوسرى قسم ہے تو پھر اللہ كى جانب سے اس كى حفاظت بھى ضرورى اور لازم ہو گى تا كہ وہ اس سے دين ميں تحريف يا نقص يا ضائع ہونے سے محفوظ ركھے.

ابن حزم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

ہم نے ذكر نازل كيا ہے اور ہم ہى اس كى حفاظت كرنے والے ہيں الحجر (9).

اور ارشاد ربانى ہے:

كہہ ديجئے ميں تو تمہيں اللہ كى وحى كے ذريعہ آگاہ كر رہا ہوں مگر بہرے لوگ بات نہيں سنتے جبكہ انہيں آگاہ كيا جائے الانبياء (45).

اللہ سبحانہ و تعالى نے خبر دى ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى سارى كلام وحى ہے، اور بغير كسى اختلاف كے وحى ذكر ہے، اور ذكر نص قرآنى كے ساتھ محفوظ ہے، تو اس سے يہ معلوم ہوا كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى سارى كلام اللہ كى حفاظت كے ساتھ محفوظ ہے، ہمارے ليے مضمون ہے كہ اس ميں سے كچھ ضائع نہيں ہوا، جب اللہ تعالى كى جانب سے يہ محفوظ ہے تو يقينا اس ميں سے كچھ بھى ضائع نہيں ہو سكتا، اور يہ سارى كى سارى ہمارى جانب منقول ہے، اس طرح ہم پر ہميشہ كے ليے حجت قائم ہو چكى ہے " انتہى

ديكھيں: الاحكام (1 / 95).

سوم:

جب يہ ثابت ہو گيا كہ سنت نبويہ وحى الہى ہے تو يہاں ايك چيز پر متنبہ رہنا چاہيے كہ اس سنت اور حديث ميں ايك فرق ہے، اور وہ فرق يہ ہے كہ قرآن مجيد تو اللہ كى كلام يعنى كلام اللہ ہے، اسے اپنے لفظوں ميں نبى كريم صلى اللہ

عليہ وسلم كى طرف نازل فرمايا، ليكن سنت بعض اوقات كلام اللہ نہيں ہو سكتى، بلكہ وہ صرف وحى ميں شامل ہو گى، پھر يہ لازم نہيں كہ آپ اس كے الفاظ كى ادائيگى كريں، بلكہ معنى اور مضمون كے اعتبار سے ادا ہو سكتى ہے.

اس فرق كو سمجھ جانے سے يہ ظاہر ہوتا ہے كہ سنت نبويہ كے نقل ميں معتبر معنى اور مضمون ہے، نہ كہ بذاتہ وہ الفاظ جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے بولے، شريعت اسلاميہ تو اللہ كى حفاظت سے محفوظ ہے، اللہ تعالى نے قرآن مجيد كى مكمل حفاظت فرمائى، اور سنت نبويہ صلى اللہ عليہ وسلم كى اجمالى طور پر اور اس كے معانى كى حفاظت كى، اور سنت نبويہ نے جو كتاب اللہ كى وضاحت و تبيين كى اسے محفوظ ركھا، نا كہ اس كے الفاظ و حروف كى.

اس كے ساتھ ساتھ امت كے علماء نے كئى صدياں گزرنے كے باوجود شريعت اور سنت نبويہ كى حفاظت كا ذمہ اٹھائے ركھا، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے الفاظ اسى طرح ہم تك نقل كيے جو آپ نے فرمائے تھے، اور اس ميں سے غلط اور صحيح اور حق و باطل ميں امتياز كيا.

اور عزيز سائل جو ايك ہى حديث كى كئى روايات ديكھتا ہے ا سكا معنى يہ نہيں كہ سنت نبويہ كے نقل كرنے اور اس كى حفاظت ميں كوئى كوتاہى ہے، بلكہ كئى ايك اسباب كى بنا پر روايات مختلف ہيں جب يہ ظاہر ہو جائيں تو جواب واضح ہو جائيگا.

تو يہ كہا جاتا ہے:

چہارم:

روايات كئى ايك ہونے كے كئى اسباب ہيں:

1 ـ حادثہ اور واقعہ كئى بار ہوا ہو:

ابن حزم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جب معنى ايك ہى ہو تو روايات كا مختلف ہونا حديث ميں عيب نہيں، كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے صحيح ثابت ہے كہ جب آپ كوئى حديث بيان كرتے ت واسے تين بار دھراتے، اس طرح ہر انسان اپنى سماعت كے مطابق نقل كرتا، جب معنى ايك ہو تو روايات ميں يہ اختلاف اس مين شامل نہيں ہوتا جو حديث كو كمزور كر دے " انتہى

ديكھيں: الاحكام (1 / 134).

2 – روايت بالمعنى:

كسى ايك حديث كى كئى روايات ہونے كا سبب روايت بالمعنى ہے، كيونكہ مہم تو حديث نقل كرنا اور اس كے مضون اور اس حديث ميں جو كچھ بيان ہوا ہے اس كى ادائيگى ہے، رہے حديث كے الفاظ تو يہ قرآن مجيد كى طرح تعبدى نہيں.

اس كى مثال درج ذيل حديث ہے:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" انما الاعمال بالنيات " اعمال كا دارومدار نيتوں پر ہے.

يہ حديث " العمل بالنية " كے الفاظ سے بھى مروى ہے، اور " انما الاعمال بالنيات " كے الفاظ سے بھى، اور " الاعمال بالنية " كے الفاظ سے بھى، اس تعدد روايت كا سبب روايت بالمعنى ہے، كيونكہ حديث كا مخرج ايك ہى ہے اور وہ يحي بن سعيد عن محمد بن ابراہيم التيمى عن علقمة عن عمر رضى اللہ تعالى عنہ ہے، ديكھيں كہ ان سب جملوں سے جو معنى سمجھ ميں آتا ہے وہ ايك ہى ہے، تو پھر تعدد روايات يعنى حديث كا كئى ايك روايات سے مروى ہونے ميں كيا ضرر ہے ؟!

اور علماء كرام اپنا زيادہ كرنے كے ليے كہ راوى نے حديث كا معنى صحيح نقل ہے روايت بالمعنى صرف اس راوى كى قبول كرتے تھے جو عربى زبان كا ماہر اور علم ركھتا ہو، پھر علماء كرام اس راوى كى روايت كا دوسرے ثقات راويوں كى روايت سے مقارنہ اور موازنہ كرتے اس طرح ان كے ليے نقل ميں جو غلطى ہوتى وہ واضح ہو جاتى، اس كى مثاليں بہت ہيں ليكن يہ اس كے بيان كرنے كا مقام نہيں.

3 ـ راوى كا حديث كو مختصر كر كے روايت كرنا:

يعنى راوى كو پورى اور مكمل حديث حفظ ہے ليكن وہ فى الحال وہ اس كا جزء اور حصہ ہى نقل كرنے پر اكتفا كرتا ہے، اور كسى دوسرى حالت ميں مكمل حديث بيان كر ديتا ہے، اس كى مثال درج ذيل حديث ہے:

ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ ظہر كى نماز ميں نبى صلى اللہ عليہ وسلم كے بھولنے كے قصہ كے متعلق ذكر كردہ روايات ميں سارى روايات ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہ ہى سے مروى ہيں اور قصہ بھى ايك ہے، اور يہ اس بات كى دليل ہے كہ روايات كا اختلاف راوى كا روايت اختصار كے ساتھ بيان كرنا ہے.

ديكھيں: صحيح بخارى حديث نمبر (714) اور (715) اور (1229).

4 ـ غلطی و خطا:

کسی راوی سے غلطی اور خطا واقع ہو جاتی ہے تو وہ حدیث کو اس کے علاوہ روایت کر دیتا جس طرح دوسرے راوی روایت کرتے ہیں، اس غلطی و خطا کی پہچان دوسری روایات کے ساتھ مقارنہ و موازنہ کرنے سے ہو جاتی ہے، اور کتب سنہ اور کتب تخریج میں اہل علم نے یہی کام کیا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن اللہ تعالی نے اس امت کے لیے جو نازل کیا ہے اس کی حفاظت فرمائی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ہم نے ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں الحجر (9).

چنانچہ قرآن کی تفسیر یا نقل حدیث یا اس کی شرح میں جو غلط ہے اللہ تعالی امت میں ایسے شخص پیدا فرمائیگا جو اس غلطی کو صحیح کرینگے، اور غلطی کرنے والے کی غلطی اور جھوٹ بھولنے والے کے کذب کی دلیل بیان کرینگے، کیونکہ یہ امت کسی گمراہی و ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی، اور ہر وقت اس میں حق پر ایک گروہ موجود رہیگا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے، کیونکہ امتوں میں سے یہ سب سے آخری امت ہے ان کے نبی کے بعد کوئی اور نبی نہیں، اور ان کی کتاب کے بعد کوئی اور کتاب نہیں.

پہلی امتوں نے جب اپنے دین میں تبدیلی و تغیر کر لیا تو اللہ تعالی ان میں نبی مبعوث فرما دیا کرتا تھا جو انہیں حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور پھر اللہ تعالی نے جو ذکر نازل کیا ہے اسے محفوظ رکھنے کی ضمانت لے رکھی ہے " انتہی

دیکھیں: الجواب الصحیح (3 / 39).

سنت نبویہ اس وجہ پر جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالی کی جانب سے وحی ہے: یہ لوگوں کے لیے نازل کردہ کتاب کی وضاحت و تبیین کرتی ہے، اور انہیں ان کے دین کے ضروری احکام سکھاتی ہے، اگرچہ اس کی تفصیل یا اس کی اصل کتاب اللہ میں آئی ہے، ہم یہ کہینگے:

اس طریق اور وجہ سے سنت نبویہ نبوت کے خصائص میں شامل ہوتی ہے؛ اور یہ کام اور وظیفہ نبوت کے وضائف میں سے ہے، اور اب تک لوگ سنت کو اس وجہ اور طریق سے ہی دیکھتے ہیں، جو کتب میں موجود ہے، یا بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ زبانی روایات میں پائی جاتی ہے، یا حدیث کے کئی ایک سیاقات میں، اور اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کے مقام و مرتبہ میں شک پیدا کرتی ہو، یا اس کی حفاظت میں کوئی قلق و پریشانی کا باعث ہو، یا اس کی حجیت میں تردد و اختلاف پیدا کرے، اور لوگوں کو اس کی ضرورت بھی ہے کیونکہ لوگ کثرت سے

علمی و عملی مسائل میں اختلاف و تردد کا شکار ہو چکے ہیں.

علامہ شیخ عبد الغنی عبد الخالق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہم غزالی اور آمدی اور بزدوی اور ان کے طریقوں کے سب متبعین جو اصولی مؤلف ہیں ان کی کتب اس کی تصریح نہیں پاتے اور نہ ہی کوئی اس مسئلہ میں اختلاف کا اشارہ ہی پاتے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے سے قبل سابقہ لوگوں کی کتابیں اور مذہب کا پیچھا کیا، اور ان کے اختلافات کو کا تتبع کیا حتی کہ شاذ قسم کے اختلافات کا بھی، اور اس کے رد کا بہت زیادہ خیال کیا "

پھر انہوں نے " مسلّم " کے مؤلف سے کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کی حجیت سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ: یہ علم کلام میں سے ہے، لیکن دو اصولوں اجماع اور قیاس کی حجیت پر کلام کی ہے، کیونکہ بےوقوف قسم کے خوارج اور رافضیوں (اللہ انہیں ذلیل کرے) نے ان دونوں سے ہی اکثر دلیل لی ہے اور وہ ان میں مشغول ہوئے ہیں.

رہی کتاب و سنت کی حجیت تو دین کے سب آئمہ اس کی حجیت پر متفق ہیں اس کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں " انتہی

دیکھیں: حجیت السنۃ (248 - 249).

اور مزید آپ سوال نمبر (93111) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .